تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۲۴ فروری تا یکم مارچ ۲۰۰۰ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

اقوام کی زندگی کا منبع؟؟

یاد رکھئے کہ دنیا میں امن، صلح اور ترکِ قتل و غارت کا تصور کتنا ہی خوشنما ہو مگر دنیا کی بدقسمتی ہے اب تک اصلی قوت تلوار کی قوت اور زندگی کا سرچشمۂ آبِ حیات آج تک خون کی ندیوں اور فواروں ہی میں ہے۔ دنیا پر اب تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے کہ تلواروں کی صداقت ضعیف ہوئی ہو، اور امید نہیں کہ آئندہ بھی ایسا زمانہ نصیب ہو۔ غریب اخلاق نے ہمیشہ اپنے تنگنائے بیکسی میں چھپ کر کسی ایسی دنیا کی منتیں مانی ہیں، جب کہ تمام کائنات ملائکہ معصومین کی بہشت زار بن جائے گی اور قتل و خونریزی کو لوگ اسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح موجودہ عالم نے امن اور صلح کو فراموش کر دیا ہے۔ اس آرزو کے حسن و جمال پر کون دل ہے جو فریفتہ نہیں ہو گا لیکن کیا کیجئے کہ دنیا امید اور آرزو ہی نہیں بلکہ حقائق و نتائج کی جگہ ہے، اور انسان جب تک فرشتہ نہیں بلکہ انسان ہے، اس وقت تک ایسی امیدوں کا اخلاق کے صفحوں سے باہر پتہ لگنا ممکن نہیں۔ آج اگر پوچھا جائے کہ قوموں کی زندگی اور زندگی کے مظاہر کہاں تلاش کئے جائیں، تو اس کا جواب علم و فن کی بڑی بڑی درسگاہوں اور علوم الاولین والآخرین کے کتب خانوں سے نہیں ملے گا۔ بلکہ ان آہن پوش جہازوں کے مہیب طول و عرض سے جن کی قطاریں ساحل کے طول میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کے روزنوں سے آہن پوش توپوں کے دہانے نکلے ہوئے ہیں۔

وہ ہاتھ نہایت مقدس ہے جس میں صلح کا سفید جھنڈا لہرا رہا ہو مگر زندہ وہی ہاتھ رہ سکتا ہے جس میں خونچکاں تلوار کا قبضہ ہو۔ یہی اقوام کی زندگی کا منبع، قیام عدل و میزان کا وسیلہ، انسانی سبعیت و درندگی کا بچاؤ اور مظلوم کے ہاتھ میں اس کی حفاظت کی ایک ہی ڈھال ہے۔ اور وہ ہے سورۂ حدید کی آیت ۲۵ : ”ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کو کتاب اور میزان دی تاکہ لوگ عدل اور انصاف پر قائم ہوں اور نیز لوہا پیدا کیا جو ہتھیاروں کی صورت میں سخت خطرناک بھی ہے اور نفع رساں بھی“۔

(مولانا ابوالکلام آزاد کے ”خطباتِ آزاد“ سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ امیر محترم کا خطاب جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 5
☆ چیچن قوم تباہی کے دہانے پر 7
☆ بسنت نائٹ یا محاذ جنگ 8
☆ قرضوں کی جنگ (8) 9
☆ پاک امریکہ دوستی 10
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 11
☆ متفرقات

معاونین برائے مدیر :
☆ فرقان دانش خان
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

قیمت : 3 روپے   شمارہ : 8

مغرب خود یہ چاہتا ہے کہ چیچن مجاہدین کی قوت کو کچل دیا جائے

افغانیوں کی طرح چیچن قوم میں بھی غلامی کو قبول کرنے کی سرے سے استعداد ہی نہیں ہے

عالم اسلام نے چیچنیا کے معاملے میں جو بے حسی اور غفلت اختیار کر رکھی ہے وہ انتہائی افسوسناک بلکہ مجرمانہ ہے

ایران جس نے دین ومذہب کی خاطر پوری دنیا سے ٹکر لے رکھی ہے اسے چیچنیا کو تسلیم کرنے کی ہمت ضرور کرنی چاہئے

جہادی تحریکوں کو چیچنیا کے مسلمانوں کی مدد کی جانب بھرپور توجہ دینی چاہئے

مسجد دارالسلام باغِ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۸/ فروری ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

منبر و محراب

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ آج کل چیچنیا کے سابق صدر زیلم خان پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ زیلم خان وہ مرد مجاہد ہیں جنہوں نے اس صدی میں چیچنیا میں جہاد آزادی کا آغاز کیا تھا۔ وہ ایک دانشور اور مفکر ہی نہیں شاعر بھی ہیں۔ ان کے حوالے سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم چیچنیا کے مسئلے پر غور کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ اس ضمن میں مسلمانان پاکستان کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اس دورے میں زیلم خان صاحب کے پیش نظر دو مقاصد ہیں :

① پاکستانی حکومت چیچنیا کی ریاست کو تسلیم کرلے۔
② پاکستانی عوام ان کی مالی امداد کریں۔

چیچنیا ایک بہت چھوٹی سی ریاست ہے جس کی کل آبادی نو لاکھ ہے۔ ان کی تاریخ یہ ہے کہ یہ ابتداء ہی سے یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب اسلام کی دعوت ان تک پہنچی تو یہ اس سے پہلے بھی موحد تھے۔ اسی لئے انہوں نے فوراً اسلام قبول کرلیا جبکہ آس پاس کی اقوام کو اسلام قبول کرنے میں کافی وقت لگا۔ ان میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین کا نقشبندی سلسلہ تصوف بھی بہت پھیلا جو ہندوستان میں بھی متعارف ہوا اور جس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بعد میں مجددیہ سلسلے کا آغاز فرمایا اور یہاں سے وہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ افغانستان اور سنٹرل ایشیا کی ریاستوں تک پھیل گیا۔ جہاں تک جہاد آزادی کا تعلق ہے یہ قوم روس میں زار کے دور سے نبرد آزما ہے۔ یوں سمجھئے جیسے افغان قوم کی سرشت میں ہے کہ انہوں نے کبھی غلام ہونا گوارا نہیں کیا۔ کچھ یہی معاملہ چیچن قوم کا بھی ہے۔ انگریز نے (جب ان کی ہندوستان میں حکومت تھی) تین بار افغانستان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس حوالے سے تین افغان جنگیں تاریخ میں بہت مشہور ہیں۔ ہر مرتبہ انگریزوں کو وقتی طور پر تو فتح حاصل ہو جاتی تھی کیونکہ تربیت یافتہ مسلح افواج اور جدید اسلحہ کے زور پر وہ علاقے پر تسلط حاصل کرلیتے تھے لیکن اس کے فوراً بعد گوریلا جنگ شروع ہو جاتی اور انگریز کو وہاں سے بھاگنا پڑتا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کی سابق وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر نے پاکستانی دورے کے موقع پر طورخم کے مقام پر قبائلیوں کے اجتماع سے خطاب کے دوران کہا تھا جبکہ ابھی روس کی فوجیں افغانستان ہی میں موجود تھیں :

> "We learnt our lesson and the Russians will also soon learn their lesson."
>
> "ہم نے سبق سیکھ لیا تھا (کہ افغان قوم کو کوئی محکوم نہیں رکھ سکتا) روسیوں کو بھی جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ افغانیوں کو زیر نہیں کرسکتے"۔

بعینہٖ یہی مزاج چیچن لوگوں کا ہے۔ ان میں بھی غلامی کو قبول کرنے کی سرے سے استعداد ہی نہیں ہے۔ پچھلی صدی میں انہوں نے روسیوں سے مسلسل جنگ جاری رکھی۔ زار کے زمانے میں انہوں نے مسلسل جہاد جاری رکھا۔ سب سے پہلے امام منصورؒ اور پھر بعد میں امام شاملؒ نے اس سلسلے میں طویل جنگیں کی ہیں۔ امام شاملؒ نے تقریباً تیس برس تک گوریلا جنگ کے ذریعے روسیوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں اور انہیں بار بار شکست دی۔ اگرچہ وہ خود بھی زک اٹھاتے تھے لیکن اپنی قوت کو مجتمع کر کے دوبارہ حملہ کردیتے تھے۔ سٹالن کے زمانے میں ایک مرتبہ پوری چیچن قوم کو ملک بدر کرکے سائبیریا بھیج دیا گیا تھا۔ سائبیریا کے سرد موسم اور دشوار گزار سفر کے باعث آدھی چیچن قوم تو راستے ہی میں ختم ہوگئی تھی لیکن اس قوم نے کبھی بھی غلامی کو ذہناً قبول نہیں کیا۔ موجودہ تحریک آزادی کمیونسٹ دور میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس تحریک کا آغاز کرنے والے یہی زیلم خان تھے۔

موجودہ جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ چیچن عوام نے ۱۹۹۱ء میں اعلان آزادی کر دیا تھا۔ روس سمجھا تھا کہ یہ چھوٹی سی قوم ہے لہٰذا اس نے ایک پیرا ملٹری فورس (نیم فوجی دستوں) پر مشتمل ایک بٹالین انہیں سبق سکھانے کے لئے بھیج دی۔ ان لوگوں نے پوری بٹالین کو غیر مسلح کرکے واپس بھیج دیا۔ پھر تین سال تک روسیوں کو ہمت نہ ہوئی کہ ان پر ہاتھ ڈالیں۔ لیکن ۱۹۹۴ء میں روس نے ایک بڑا حملہ کیا یہ جنگ تقریباً بیس مہینے جاری رہی۔ اسی دوران زیلم خان چیچنیا کے صدر بنے۔ ۱۹۹۷ء میں روس کو اپنی شکست تسلیم کرکے وہاں سے نکلنا پڑا تھا۔ اس وقت روس اور چیچنیا کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا۔ یہ معاہدہ روس کی جانب سے چیچنیا کی خود مختاری تسلیم کرنے کے مترادف تھا۔ اس کے بعد چیچن حکومت کو پورا حق پہنچتا تھا کہ وہ دنیا سے مطالبہ کرتی کہ انہیں تسلیم کیا جائے اور دنیا کے تمام ممالک بھی اس معاہدے کی رو سے انہیں تسلیم کرتے تو کچھ غلط نہ ہوتا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو روسیوں کو آج دوبارہ ایک بڑی سازش کرکے یہ حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ دراصل اُس وقت چیچن حکومت سے دو غلطیاں ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے بھرپور مہم نہیں چلائی کہ عالم اسلام کو اپنے حالات سے پوری طرح باخبر کرکے سفارتی ذرائع سے یہ مطالبہ کرتے کہ انہیں تسلیم کیا جائے۔ اس کوتاہی کی وجہ شاید یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس معاہدہ میں ایک شق

یہ بھی تھی کہ ۲۰۰۱ء تک تو معاملہ ایسے ہی چلے گا۔ پھر ۲۰۰۱ء میں ریفرنڈم کرایا جائے گا اور یہاں کے عوام خود طے کریں گے کہ وہ رشین فیڈریشن میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اس چھوٹی سی شق کی وجہ سے چیچن حکومت نے مہم نہیں چلائی۔ ایک اعتبار سے یہ ایک سچے مسلمان کا طرز عمل ہے کہ انہوں نے حق ہوتے ہوئے بھی اس شق کی وجہ سے مہم نہیں چلائی اور روس پر اعتبار کیا۔ پھر زیلم خان نے وہاں انتخابات کرا دیئے۔ انتخابات کے جہاں اپنے کچھ فوائد ہیں وہاں ایک لازمی منفی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم تقسیم ہو جاتی ہے۔ وہ جو مٹھی کی طرح سے بند ایک قوم تھی' ان انتخابات کے نتیجے میں ان میں یکجہتی قائم نہیں رہی۔ روس کو ان غلطیوں کی وجہ سے موقع مل گیا اور اس نے اس عرصے میں سازش کا پلان تیار کیا تاکہ ۲۰۰۱ء میں ہونے والے ریفرنڈم کی نوبت ہی نہ آئے۔ لہٰذا روس نے سازش کے تحت ماسکو میں خود دھماکے کرائے اور الزام چیچن حکومت پر لگایا کہ وہ یہاں دہشت گردی کروا رہی ہے حالانکہ اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ یہ روس کی اپنی پلاننگ کا حصہ تھا۔ بہرحال موجودہ جنگ میں روس نے چیچنیا کے خلاف وہی جنگی حکمت عملی اختیار کی جو خلیج کی جنگ میں نیٹو نے عراق کے خلاف اختیار کی تھی۔ یعنی کسی ملک پر اس طرح فضائی بمباری کی جائے کہ اس کا بھرکس نکل جائے اور دشمن دوبدو جنگ کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔ چنانچہ اس بار روسیوں نے ٹینکوں' توپوں اور جنگی جہازوں سے اس بڑے پیمانے پر حملہ کیا ہے کہ واقعتاً چیچنیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ تقریباً آدھی آبادی داغستان اور انگشتیا کے کیمپوں میں پڑی ہے۔

پوری دنیا میں اب تک صرف ایک مسلمان ملک افغانستان نے چیچنیا کو تسلیم کیا ہے۔ اس معاملے میں مغرب کی خاموشی کی وجوہات تو سمجھ میں آتی ہیں لیکن عالم اسلام نے چیچن مسلمانوں کے ضمن میں جو بے حسی اور غفلت اختیار کر رکھی ہے وہ انتہائی افسوسناک بلکہ مجرمانہ ہے۔ چیچنیا میں روسی مظالم پر امریکہ اور اس کی حامی مغربی طاقتوں کی خاموشی کے دو اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ ہے کہ مغرب خود بھی چاہتا ہے کہ مجاہدین کی قوت کو کچل دیا جائے۔ اسے اندیشہ ہے کہ کہیں افغان قوم کی طرح یہاں بھی جہادی قوتوں کو کامیابی حاصل نہ ہو جائے۔ یوں گویا وہ یہاں مسلم فنڈامنٹلزم کے خاتمے کا تماشا دیکھ رہا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ روس نے اس معاملے میں چین کو ساتھ ملا لیا ہے اور دنیا کو واضح دھمکی دی ہے کہ اگر ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کی گئی تو ہم ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال سے دریغ نہیں کریں گے۔ چین کی حمایت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چین میں بھی مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی موجود ہے اور چین کو خطرہ ہے کہ کہیں ان کی طرف سے بھی آزادی کا مطالبہ نہ کر دیا جائے۔

روس کو چین کی پشت پناہی حاصل ہونے کی وجہ سے پاکستان کیلئے چیچنیا کے مسلمانوں کی کھلم کھلا حمایت کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ موجودہ حالت میں بھارت جیسے دشمن کے ہوتے ہوئے ہم چین کی ناراضگی مول نہیں لے سکتے۔ اگر چیچن حکومت نے ۱۲ مئی ۹۷ء کو جبکہ روس سے ان کا معاہدہ ہوا تھا' یہ مہم چلائی ہوتی کہ انہیں تسلیم کیا جائے تو اس وقت حالات یکسر مختلف تھے لہٰذا پاکستان اس وقت انہیں بلاجھجک تسلیم کر سکتا تھا۔ تاہم ہمارے دین کا تقاضا یہ ہے کہ چیچنیا کی مسلمان ریاست کو اسی طرح تسلیم کیا جائے جیسے پوری دنیا میں واحد آزاد مسلمان ملک افغانستان نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حکمرانوں کو بھی ہمت عطا فرمائے۔ اس ضمن میں ایران کی خاموشی زیادہ حیران کن ہے۔ ایران نے نہ صرف یہ کہ ابھی تک چیچنیا کو تسلیم نہیں کیا بلکہ مخالفت میں بیانات بھی دیئے ہیں۔ میرا گمان یہ ہے کہ جس طرح ایران نے ابتدا میں طالبان کی مخالفت کی تھی لیکن اب ان کے درمیان تعلقات معمول پر آرہے ہیں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ایران چیچنیا کو بھی تسلیم کر لے۔ ایران وہ ملک ہے جس نے دین ومذہب کی خاطر پوری مغربی دنیا سے ٹکر لے رکھی ہے لہٰذا اسے یہ ہمت ضرور دکھانی چاہئے۔

جب کوئی مسلمان بھائی یا قوم تکلیف میں ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی کیا تعلیمات ہیں' آیئے قرآن و حدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ سورۂ حجرات میں ارشاد ربانی ہے : "مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔

اسی طرح سورۃ النساء میں فرمایا : "(مسلمانو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جنگ نہیں کرتے ہو ان لوگوں کی مدد کے لئے جن میں بوڑھے بھی ہیں بچے بھی ہیں' عورتیں بھی ہیں جو اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کہ پروردگار ہمیں نکال اس بستی سے' جس کے لوگ بڑے ظالم ہیں"۔

آگے چلئے سورۂ توبہ میں فرمانِ خداوندی ہے :

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار (پشت پناہ اور حمایتی) ہوتے ہیں (ان کی شان یہ ہے کہ) وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں' بدی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں' یقیناً اللہ ان لوگوں پر رحم فرمائے گا۔ اللہ زبردست اور کمال حکمت والا ہے"۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ ان آیات کے مخاطب کون لوگ تھے' وہ جو ایمان اور عمل صالح کے تقاضے پورے کر چکے تھے یعنی "مومنین صادقین"۔ کیا ہم ایمان کے معیار پر پورا اترتے ہیں؟ لہٰذا سب سے پہلے تو ضروری ہے کہ ہم خود دین پر عمل پیرا ہوں تبھی ہم چیچن یا دنیا کے کسی اور خطے میں مظلوم مسلمانوں کی صحیح معنوں میں مدد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ فی الوقت ہم میں ایمان کی وہ گہرائی اور گیرائی نہیں لیکن ہم مسلمان تو ہیں۔ بہرکیف ہمارے لئے ہدایت کا سرچشمہ قرآن کی آیات اور احادیث ہی ہیں۔ اس اعتبار سے ہم پر لازم ہے کہ ہم چیچن مسلمانوں کی مدد کریں۔ علامہ اقبال نے بھی اس سلسلے میں بہت خوبصورت اشعار کہے ہیں :

کل مومن اخوۃ اندر دلش
حریت سرمایہ' آب و گلش
ناشکیب امتیازات آمدہ
در نہادِ اُو مساوات آمدہ

"بندۂ مومن کے دل میں یہ الفاظ تو کندہ ہیں کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور حریت ان کی سرشت کا حصہ ہے' مسلمان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ امتیازات کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس کی سرشت میں مساوات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے"۔

اس سلسلے میں چند احادیث بھی ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی مانند ہے۔ وہ (ہر اینٹ کی طرح) ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)

دوسری روایت حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اہل ایمان کی آپس میں جو محبت ہونی چاہئے اس کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ اگر جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے"۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس پر ظلم ہونے دیتا ہے اور سن لو جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے سرگرم ہو گا اللہ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جائے گا"۔

آج چیچن قوم کو پورے عالم اسلام نے روس کے رحم وکرم پر چھوڑا ہوا ہے۔ ایک مسلمان ملک تباہ وبرباد ہو رہا ہے اور ایک مسلمان قوم ختم ہو رہی ہے لیکن عالم اسلام سویا ہوا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ مسلمان نہ خود اپنے مسلمان بھائی پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے دشمنوں کے حوالے کرتا ہے لیکن ہمارا عمل بالکل اس کے برعکس ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں :

"دیکھو مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کے بندے بن جاؤ۔ اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ' مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر خود ظلم کر سکتا ہے نہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ہی اس کا ساتھ چھوڑتا ہے"۔

ان آیات و احادیث کے پس منظر میں عالم اسلام کی خاموشی انتہائی شرمناک ہے اور یہ بات ہماری غیرت کے لئے ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے کہ چیچنیا کے صدر ارسلان مسخادوف نے گزشتہ دنوں پوپ سے اپیل کی تھی کہ ہمیں عالم اسلام سے تو مدد نہیں مل رہی آپ ہی ہمیں روسی مظالم سے بچائیں۔

اس وقت دنیا میں ڈیڑھ ملین سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ ماضی میں ان کا اس قوم کے ساتھ جو طرز عمل رہا ہے اب اس میں تبدیلی آنی چاہئے۔ اس وقت چیچن مسلمانوں کی سب سے بڑی مدد تو یہ ہے کہ عالم اسلام چیچنیا کو تسلیم کر لے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کی جہادی تحریکوں کو چیچنیا کے مسلمانوں کی مدد کی جانب بھی متوجہ ہونا چاہئے لیکن جب تک یہ نہیں ہوتا کم از کم ان کی مالی مدد ضرور کرنی چاہئے تاکہ ہمارے چیچن بھائی اسلحہ وغیرہ خرید کر روس کا کچومر نکال سکیں اور پناہ گزینوں کے لئے خوراک و لباس کا بندوبست کر سکیں۔

علماء اور تبلیغ

عرصہ سے میرا خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعت دین کے لئے خود جا کر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں اس وقت تک یہ کام درجہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ عوام پر جو اثر اہل علم کے عمل و حرکت سے ہو گا وہ ان کی دھواں دھار تقریروں سے نہیں ہو سکتا اپنے اسلاف کی زندگی سے بھی یہی نمایاں ہے۔"

(حضرت مولانا بنوری رحؒ کی ایک تقریر سے اقتباس بحوالہ بینات بنوری نمبر' ص ۳۸۰)

بساط عالم

"آکٹوپس"

تحریر : رعنا ہاشم خان' شکاگو

بھارت دنیا بھر میں آبادی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے' اس کی آبادی ایک بلین کے ہندسے کو چھوا ہی چاہتی ہے۔ اسے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریہ بھی کہا جاتا ہے۔ امریکہ اور یورپ کو بے شمار کمپیوٹر انجینئر فراہم کرنے والے اس ملک کا ایک تاریک پہلو وہاں کے عوام کی اکثریت کی بدحالی ہے۔ ایٹمی طاقت حاصل کرنے والے اس ملک کا المیہ یہ ہے کہ وہاں آج بھی "ستی" جیسی قبیح رسم زمانہ قدیم کی طرح موجود ہے' جہیز کی لعنت آج بھی عورتوں کو زندہ درگور کر رہی ہے' لڑکی اس معاشرے میں اب بھی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے' جس کی پیدائش پر ہندوؤں کے گھروں میں صف ماتم بچھنے کے واقعات بدستور منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔

"بھارت ایک مہان ملک ہے!" یہ ہے وہاں کے نیتاؤں کا نعرہ جو وہ ہر الیکشن میں کروڑوں عوام کے سامنے دہراتے ہیں اور اس ملک کی مہانتا کا یہ عالم ہے کہ مذہب' ذات پات اور رسوم کے نام پر وہاں کے عوام مختلف طبقات میں بٹے ہوئے ہیں۔ "بھارت ایک مہان ملک ہے"۔ جی ہاں! اس مہان ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمان اس ملک میں مفلوک الحال زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان پر ترقی کے دروازے بند ہیں' ان کے جان و مال انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں غیر محفوظ ہیں۔ اس مہان ملک کا حالیہ آٹھ دن کا ہائی جیکنگ کا ڈرامہ جس انداز سے منظر عام پر آیا ہے وہ کسی بھی طرح سے قابل قبول نہیں ہے۔ ہائی جیکنگ کا یہ ڈرامہ سو فیصدی بھارتی سازش ہی تھی' کیونکہ فی زمانہ یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ کلاشنکوف بردار افراد ایئرپورٹ سیکورٹی سے بچ نکلیں۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان مبارکباد کی مستحق ہے جس نے اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ بھارت پاکستان کے حوالے سے کبھی سنجیدہ ہی نہیں ہوا۔ گزشتہ پانچ سالوں سے بھارت مسلسل پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک قرار دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا ہے اور اب بھی مسلسل پاکستان کے خلاف زہر افشانی کر رہا ہے۔ حالیہ ہائی جیکنگ میں پاکستان کو بھارت نے جس طرح ملوث کیا۔ چوری اور سینہ زوری کی یہ بدترین مثال ایک ہندو حکومت ہی قائم کر سکتی ہے۔ بھارت کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرنے کے جرم میں پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی ناپاک مہم چلا رہا ہے۔ ۱۲/۱ اکتوبر کے بعد پاک بھارت تعلقات کی نوعیت بتا رہی تھی کہ بھارت کوئی نہ کوئی ایڈونچر ضرور کرے گا' لیکن یہ تو کسی نے بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنے ۱۵۰ مسافروں کی زندگیوں کو بھی خطرے میں ڈال کر اپنے طیارے کو اپنی ہی حدود سے اغوا ہونے کی اجازت دے گا؟ واقعی' بھارت ایک مہان ملک ہے۔ آج سے تقریباً ۲۰ سال قبل بھی بھارت نے طیارے کے اغوا کا ایسا ہی ڈرامہ کشمیر کے محاذ پر جنگ شروع کرنے کے لئے کھیلا تھا۔ بھارتی فوج نے جس طرح کشمیری عوام کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں وہ اس صدی کا سنگین ترین باب ہے۔ ہر مسئلے میں پاکستان کو گھسیٹنا بھارتی قائدین کی عادت بن چکی ہے۔ بھارت کے ہندو متعصب' پاکستان دشمن وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے حال ہی میں بیرونی ممالک کو ہائی جیکنگ کے اس ڈرامے کے حوالے سے ایک بیان جاری کیا ہے کہ پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے حالانکہ آج کا سکندر اعظم امریکہ ابھی تک اس بھارتی ڈرامے کو ہضم نہیں کر پایا ہے۔ امریکی صدر بل کلنٹن آنے والے دنوں میں بھارت کا دورہ کرنے والے ہیں' آج کل وہ مختلف پلیٹ فارمز پر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنے دورۂ بھارت کے موقع پر مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے پیش رفت کریں گے اور بھارت ہرگز یہ نہیں چاہے گا کہ کشمیر کا نوالہ تر اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے لہٰذا اب وہ کشمیر کی تحریک آزادی کو دہشت گردی کا نام دے کر پاکستان کو اس کا پشت پناہ ثابت کرنے کیلئے شاطرانہ ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔ عالمی برادری کو اب اپنے کان اور آنکھیں کھولنا پڑیں گی۔ نصف صدی سے زائد عرصہ ہو گیا ہے کہ کشمیری عوام اپنے ہی گھر میں اسیر ہو کر رہ گئے ہیں۔ لیکن یہ عالمی برادری کبھی ان کی خیریت دریافت کرنے بھی نہیں گئی۔ کوئی اس عالمی برادری سے پوچھے کہ کیا کشمیری عوام انسان نہیں ہیں؟ کیا ان کے سینے میں دل نہیں دھڑکتے؟ یا وہ سوچنے سمجھنے سے معذور ہیں۔ یہ کیسی جمہوریت ہے؟ یہ کیسی آزادی ہے؟ کہ ایک خطہ کے ایک کروڑ انسان اپنے ہی گھر میں بے گھر قرار دیئے گئے ہیں۔ "بھارتی آکٹوپس" سے کشمیریوں کو نجات دلانے کیلئے اب عالمی برادری کو مزید کس چیز کا انتظار ہے؟

پاکستان اور بھارت کے درمیان نفرت کی دیوار صیہونی سازش کا حصہ ہے

اقتصادی بدحالی کے باوجود اپنی دفاعی قوت بڑھانے کے سوا پاکستان کے پاس دوسرا کوئی راستہ نہیں

بھارت اور اسرائیل اب ہولناک جنگ کا خطرہ بھی مول لے سکتے ہیں

مرزا ایوب بیگ' لاہور

تجزیہ

تاریخ گواہ ہے کہ انگریز کی آمد سے پہلے ہندوستان دنیا بھر میں اپنی زراعت اور تجارت میں شاندار کارکردگی کی وجہ سے اناج گھر اور سونے کی چڑیا کہلاتا تھا۔ انگریز نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ہندوستان کی دو بڑی قوموں' یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو باہم دست و گریباں رکھا' پھر جب ہندوستان کو چھوڑنے پر مجبور ہوا تو کشمیر کی ایسی ہڈی ڈالی کہ دونوں (یعنی پاکستان اور بھارت) کئی مرتبہ لڑتے لڑتے لہولہان ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کے وسط میں جب برطانیہ (Great Britain) بلندیوں سے پستیوں کی طرف لڑھک رہا تھا اور جنگ عظیم دوم میں فاتح ہونے کے باوجود سمٹنے پر مجبور تھا' امریکہ ایک سپرپاور کی حیثیت سے خود کو منوا چکا تھا۔ روس بھی جاپان پر امریکہ کے ایٹمی حملے سے سہم گیا تھا۔ اس حملہ کا اصل مقصد دنیا بھر میں اپنی دہشت قائم کرنا ہی تھا۔ درحقیقت اس نئی عالمی قوت کو یہودی ذہن کنٹرول کر رہا تھا۔ برطانیہ کو اندرونی طور پر تو ہندوستان میں آزادی کی عوامی تحریک کے دباؤ کا سامنا تھا جبکہ بیرونی طور پر اس نئی عالمی قوت کا دباؤ تھا کہ ہندوستان کو آزاد کرو۔ یہودی سازشی ذہن نے ہندوستان کی تقسیم کی بھی درپردہ حمایت کی۔ لیکن اس کی خواہش تھی کہ یہ تقسیم اس طرح ہو کہ دونوں ممالک آزادی حاصل کرنے کے بعد جنگ و جدل میں مصروف رہیں۔ اپنے وسائل اور توانائیاں جنگی تیاریوں میں جھونکتے رہیں۔

چالاک یہودی انیسویں صدی کے آغاز ہی میں یہ جان چکا تھا کہ آنے والا دور اقتصادیات کا دور ہو گا۔ عالمی سطح پر عسکری غلبہ تعداد میں انتہائی قلیل ہونے کی وجہ سے اسے ویسے بھی وارا نہیں کھاتا تھا۔ ہندوستان چونکہ ماضی میں ایک بہت بڑی قوت رہا تھا' آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے بھی بہت بڑا ملک تھا' لہٰذا یہودی کو یہ خوف تھا کہ یہ ایک ملک ہونے کی صورت میں یا دو الگ الگ پرامن ممالک ہونے کی صورت میں مستقبل میں اس عالمی مالیاتی استعمار کے راستے کی رکاوٹ بن سکتے ہیں جسے وہ اپنے عزائم پورے کرنے کے لئے پروان چڑھا رہا تھا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کر دینے کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ یورپ اور امریکہ کے جنگی ساز و سامان تیار کرنے والے کارخانے' جن میں سے اکثر یہودیوں کی ملکیت تھے' چلتے رہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہودی دنیا میں کئی دوسری جگہوں پر بھی آگ کے شعلے بھڑکاتے رہے ہیں۔ اس یہودی سازش کو بروقت سمجھتے ہوئے قائداعظم نے اعلان کیا تھا کہ آزادی کے بعد پاکستان اور بھارت کے تعلقات ایسے ہی ہوں گے جیسے امریکہ اور کینیڈا کے ہیں' لیکن ہندو اپنی تمام تر چالاکی اور عیاری کے باوجود اس یہودی سازش کو نہ سمجھ سکا۔ ہندو کے اس سازش کو نہ سمجھ سکنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہودی نے اسے اس جھگڑے میں اپنی پوری اور مکمل حمایت کا یقین دلایا تھا۔ یہودیوں کی مسلم دشمنی کی وجہ سے یہ حمایت سمجھ آنے والی حمایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ راقم نے کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کے موقف کو اصولی اور برحق قرار دینے کے باوجود "کچھ لو اور کچھ دو" کی بنیاد پر حل کرنے کا مشورہ دیا۔

پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے گزشتہ باون سال پر نگاہ ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان عالمی قوتوں کی خواہش ہے کہ خطے میں بھارت کی بالادستی قائم ہو۔ البتہ پاکستان بھی قائم رہے' لیکن وہ اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ایک کمزور اور ہمارا محتاج ملک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے دوستی اور امداد کے چکر میں پاکستان کو آغاز ہی سے جکڑ لیا تھا۔ بدقسمتی سے قائداعظم کے بعد ہمارے لیڈر دولت کی ہوس اور رنگی چمڑی کی ذہنی غلامی کی وجہ سے امریکہ کی دوستی کے جال میں پھنس گئے اور امریکہ پاکستان کو اپنے منصوبے کے مطابق عسکری طور پر کمزور اور اقتصادی طور پر مفلوج ملک بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن یہ سب انسانی منصوبے تھے۔ ایک منصوبہ اللہ رب العزت کا بھی تھا جو قادر مطلق ہے۔ لہٰذا ایک طرف تو ہمارے اور ہمارے لیڈروں کے کرتوتوں کی وجہ سے ہم دنیا میں کوئی مقام پیدا نہ کر سکے اور ہماری شناخت ایک بھکاری ملک کی حیثیت سے ہوئی۔ ہماری صنعت و حرفت قرضوں کی سیاست کی بھینٹ چڑھ گئی۔ ہم نے انسان ایکسپورٹ کئے اور اشیاء امپورٹ کیں۔ ہماری ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں امریکہ' برطانیہ' جرمنی اور سعودی عرب کی تعمیر و ترقی میں لگی رہیں اور ہمارے بارے میں بجا طور پر یہ مشہور ہو گیا کہ ہم سوئی بھی نہیں بنا سکتے۔ لیکن دوسری طرف اللہ نے اپنی رحمت خصوصی سے ہمیں ایٹمی صلاحیت سے نواز دیا اور ہمارے پاس ایسا ڈیٹرنٹ آ گیا کہ ہمارا ازلی دشمن بھارت جس نے ۱۹۶۵ء میں کشمیر میں چلنے والی تحریک کے رد عمل میں تیسرے ہی دن بین الاقوامی سرحد کو عبور کرنا ضروری سمجھا تھا اب گزشتہ گیارہ سال سے مسلسل کشمیریوں کے ہاتھوں زچ ہو رہا ہے اور روایتی ہتھیاروں میں واضح بالادستی کے باوجود کھلم کھلا جنگ سے گریز کر رہا ہے۔ ظاہر ہے واجپائی' لال بہادر شاشتری سے زیادہ امن پسند نہیں ہے۔

بہرحال یہ تو تھی آج تک کی کہانی۔ آنے والے دنوں میں یہودی سازشی عناصر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں کوئی فیصلہ کن اقدام کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنا سارا وزن بھارت کے پلڑے میں ڈال دیا ہے۔ وہ کشمیر کے بارے میں بھارت سے مختلف نکتہ نظر رکھنے کے باوجود کشمیر کی قیمت پر بھارت کو نظرانداز نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتی قیادت کے رویے میں تیکھا پن اور جارحانہ انداز در آیا ہے۔ معاشی طور پر کمزور ہونے اور جنگ کو اپنے لئے انتہائی نقصان دہ سمجھنے کے باوجود اپنی جنگی اور دفاعی قوت بڑھانے کے سوا اب پاکستان کے پاس کوئی دوسرا انتخاب نہیں۔ امریکہ اور اسرائیل

پاکستان کے ایٹمی حملہ کے خلاف بھارت کو کوئی حفاظتی چھتری مہیا کرنے کی پوزیشن میں ہوئے تو بھارت پاکستان پر حملہ آور ہونے میں کوئی وقت ضائع نہیں کرے گا۔ گزشتہ دس سال میں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی متعدد سازشیں ہوئیں جو اللہ کی مدد سے ناکام بنادی گئیں۔ ان سازشوں میں کھلم کھلا حملہ اور پوشیدہ تخریب کاری دونوں طرح کی کوششیں شامل ہیں۔

کسی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی صلاحیت کا ہونا اسرائیل کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ لہٰذا یہودی اپنے تمام منصوبوں کو ایک طرف کرکے اب پاکستان کو ٹارگٹ بنائے ہوئے ہیں اور اس کام کے لئے ہندو سے بہتر آلہ کار کون بن سکتا ہے۔ ہماری رائے میں پاکستان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنی ایٹمی صلاحیت کی مکمل حفاظت کرے اور علاقائی قوتوں خصوصاً چین سے اپنے روابط کو مستحکم کرے۔ علاوہ ازیں اسلامی ممالک خصوصاً ایران سے اپنے تعلقات کو از سرنو استوار کرے اور عالمی مالیاتی استعمار کی غلامی سے نجات حاصل کرے۔ اپنی جغرافیائی حدود کی سلامتی کو یقینی بناتے ہوئے بھارت کو مشتعل کرنے کی قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہم ان کی دھرتی ماتا کے ٹکڑے کردینے کے مجرم ہیں۔ ہندوستان کا مسئلہ پاکستان کا وجود ہے اور ہم کوئی دوستی یا تجارت اپنے وجود کی قیمت پر نہیں کرسکتے۔

راقم نے اپنے تجزیئے کے آغاز میں یہ لکھا ہے کہ بیسویں صدی کے وسط میں نئی عالمی قوت یعنی امریکہ' جسے یہودی ذہن کنٹرول کر رہا تھا' وہ برطانیہ پر ہندوستان کو آزاد کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہا تھا اور یہ کہ یہودیوں نے درپردہ ہندوستان کی تقسیم کی حمایت بھی کی تھی۔ اس بات کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں نکالنا چاہئے کہ پاکستان کا مطالبہ کرنے اور اس کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے میں مسلمانان ہند یا مسلم لیگ کو یہودیوں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف جماعتیں یا قوتیں مختلف طریقے اور ذرائع استعمال کرتے ہیں اسی طرح ایک سے زائد مقاصد حاصل کرنے کے لئے بعض قوتیں اپنی اپنی نیت اور عزم کے تابع ایک طرح کا انداز یا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نیپ کے لیڈر خان عبدالولی خان کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی کہ مسلم لیگ کی قیادت نے انگریزوں یا غیر ملکیوں کے ایجنٹوں کا رول ادا کیا۔ برصغیر کے مسلمان پاکستان اس لئے بنانا چاہتے تھے کہ وہ اسلامی روایات کے مطابق زندگی بسر کریں۔ یا یہ کہہ لیں کہ مسلم لیگ پاکستان اس لئے بنانا چاہتی تھی کہ اسے خوف تھا کہ بڑی قوم ہندو' جو آزادی کی تحریک کے دوران خود کو انتہائی متعصب بھی ثابت کر چکی ہے' آزادی کے بعد مسلمانوں کا سیاسی' معاشی اور مذہبی استحصال کرے گی۔ اور یہودی ہندوستان کی تقسیم اس لئے چاہتے تھے تاکہ اس علاقے میں جنگ وجدل کا سلسلہ شروع کرکے اپنے اقتصادی غلبے کی خواہش کو پورا کریں اور اس خطے کے عوام کو غربت اور جہالت میں دھکیل دیں۔ تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں دو مختلف قوموں نے اپنے اپنے مفاد کے تحت ایک ہی کام کیا اور یہ تعاون بغیر کسی معاہدے اور مذاکرات کے ہوا۔ سب سے اہم مثال سپین پر مسلمانوں کے قبضے کی ہے۔ مسلمانوں نے سپین پر حملہ کیا تو وہاں کے یہودیوں نے مسلمانوں کی خواہش کے بغیر ان کی مدد کی اور یہ سب کچھ کسی باقاعدہ معاہدے کے بغیر ہی ہوا۔

بہرحال ہمارے لئے یہ نکتہ قابل غور و فکر ہے کہ اس وقت بھارت اور اسرائیل کا مفاد ایک ہے۔ ایٹمی قوت کا حامل پاکستان' بھارت کا ہمسایہ ہے اور اسرائیل مسلمانوں میں گھرا ہوا ہے' جبکہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو اسلامی بم کا نام دیا جا چکا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں ممالک اب ہولناک جنگ کا خطرہ بھی مول لے سکتے ہیں۔ ہمیں چوکنا رہنے اور اپنی ایٹمی قوت کی زبردست حفاظت کی ضرورت ہے۔

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۱ تا ۱۷ فروری ۲۰۰۰ء

دنیا امارت اسلامی کے کارناموں سے چشم پوشی نہیں کر سکتی ○ مولوی عبدالکبیر

دنیا امارت اسلامی کے شاندار کارناموں سے چشم پوشی نہیں کرسکتی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم اسلام کی بالادستی' شریعت کے نفاذ اور ملک کی وحدت و سلامتی کے لئے اہل باطل کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ اسلامی امارت کے مقدس اہداف کے تحفظ اور بقاء کے لئے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار نائب رئیس الوزراء مولوی عبدالکبیر نے اسلامی امارت کے بعض مذہبی کمانڈروں سے اپنی ملاقات میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوشی کا مقام ہے کہ آج ہماری مجاہد قوم اسلامی پرچم تلے پرامن زندگی بسر کر رہی ہے۔ مولوی عبدالکبیر نے کہا فساد کے خاتمہ اور اسلام کی حکمرانی کے لئے ہماری جدوجہد جاری ہے اور جاری رہے گی۔

شرعی پردہ کرنا ہر افغان مسلمان خاتون کی دلی تمنا ہے ○ مولوی وکیل احمد متوکل

مولوی وکیل احمد متوکل نے کہا ہے کہ شرعی حجاب کو اپنانا ہر افغان مسلمان خاتون کی دلی تمنا ہے۔ امارت اسلامی عورتوں کی تعلیم کی مخالف ہرگز نہیں۔ بیس سالہ جنگوں سے ہونے والے نقصانات کے باعث عورتوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں ہوسکا۔ امارت اسلامی افغانستان میں شدید اقتصادی و معاشی مشکلات کے باعث فی الحال عورتوں کو تعلیم کی سہولیات میسر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ امارت اسلامی علاقائی' قومی' لسانی اور نسلی تعصبات پر بالکل یقین نہیں رکھتی۔ یہ اسلام اور ملک دشمنوں کی سازش ہے کہ وہ ہمیں مختلف ناموں سے جدا کرنے کی ناکام اور مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

طالبان کے خلاف ہم روس و بھارت سے امداد لینے پر مجبور ہوئے ○ اسماعیل خان

مسعود و ربانی کفار سے مدد لے کر مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں جو افسوسناک ہے اور اس کا شرعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ اس بات کا اعتراف مغربی افغانستان کے سابق مطلق العنان حکمران اور معزول افغان صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کے قد آور کمانڈر تورن اسمٰعیل خان نے طالبان کے ہاتھوں اپنی گرفتاری کے بعد امیرالمومنین کی خصوصی اجازت سے انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ اس نے کہا کہ ہم روسی و بھارتی امداد کے باعث طالبان کے ساتھ جنگ پر مجبور تھے اور ان سے جنگ ہماری مجبوری بن چکی تھی۔ نمائندہ کے اس سوال پر کہ آخر وہ کونسی مجبوری تھی جس نے تمہیں روس اور بھارت کا ایجنٹ بنادیا؟ اس پر تورن اسماعیل نے انتہائی ندامت سے سر جھکاتے ہوئے کہا کہ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ نمائندہ نے اسماعیل خان کو یاد دلایا کہ طالبان نے جن میں امیرالمومنین ملا عمر' مولا غوث' ملا حسن' ملا داداللہ' ملا عبداللہ اور ملا ترابی جیسے نامور مجاہدین شامل تھے' آپ کی قیادت میں روسیوں سے چودہ سال تک جہاد کیا لیکن آج آپ انہی روسیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر اپنے بیٹوں کو قتل کر رہے ہیں آخر کیوں؟؟ تورن اسمٰعیل کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا سوائے شرمساری کے۔ نمائندہ نے استفسار کیا کہ آپ کی نظر میں کیا طالبان امریکی ایجنٹ ہیں؟ اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو طالبان امریکہ کے سب سے بڑے دشمن کو اپنے مہمان کیوں بناتے؟ تورن اسمٰعیل نے شرم سے سر جھکالیا۔

چیچن قوم ـــــ تباہی کے دہانے پر؟

اس تحریر کی خاص بات یہ ہے کہ یہ باتیں کسی مسلمان نے نہیں لکھیں بلکہ یہ حقائق ایک بین الاقوامی کالم نگار اور براڈ کاسٹر ایرک مارگولس کے قلم نے آشکارا کئے ہیں۔

تلخیص و ترجمہ : حافظ محمد ندیم الحسن

آج اگر گروزنی کی طرف دیکھیں تو آپ ایک دوسری جنگ عظیم کا نقشہ محسوس کریں گے۔ روسی جرنیل بار بار چیچنیا کا قلع قمع کرنے کا عہد کر رہے ہیں اور ۶ سال سے لے کر ۶۵ سال کے تمام چیچنیائی مردوں کو سیاسی قیدیوں کی جیل میں پھینکا جا رہا ہے۔

زیادہ تر چیچنیائی مجاہدین بنیادی فوجی تربیت سے بے بہرہ ہیں نہ تو ان کے پاس بھاری ہتھیار ہیں اور نہ ہی اطلاع بہم پہنچانے والے ریڈیو ہیں اور نہ ٹینکوں کو مار گرانے والے راکٹ ہیں' بلکہ صرف چھوٹا دستی اسلحہ ہے۔ اسی طرح چیچن عوام کے پاس زخمیوں کے لئے نہ کوئی دوا ہے اور نہ کوئی ایسی پناہ گاہ جہاں وہ اپنے آپ کو روسیوں کی شدید بمباری اور اس کے ہوائی دھماکوں کے تیل اور زہریلی گیس (جن کے استعمال پر پابندی ہے) سے محفوظ رکھ سکیں۔ اگر وہ زندہ بچ بھی جائیں تو پہلے ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور پھر قتل کر دیا جاتا ہے۔ چیچنیا کا تمام بیرونی دنیا سے رابطہ کٹ چکا ہے۔ صرف کچھ عرب مجاہدین' داغستانی اور استونیا کے مددگار (رضا کار) آزادی کی جدوجہد میں چیچن مجاہدین کی مدد کرنے کے لئے چیچنیا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ گروزنی جسے دسمبر کے اوائل میں روسی جرنیلوں نے تباہ و برباد کرنے کا عہد کیا تھا اور پوٹین نے نئے سال تک اس پر قبضہ کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ چیچن مجاہدین کے ایک جنگی حکمت عملی کے طور پر گروزنی سے نکل جانے کے باعث پورا ہو چکا ہے' سوائے ان جنوبی پہاڑیوں کے جن کا مجاہدین اب تک دفاع کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آخر یہ چاروں طرف سے گھرے ہوئے چیچنیائی جن کے ذخائر بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں کب تک یہ جدوجہد جاری رکھ سکیں گے؟ معروف چیچنیائی کمانڈر شیخ شامل بسایوف اور ابن خطاب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ گروزنی کی کوئی جنگی قدر و قیمت نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ زور دیا ہے کہ ہم دنیا اور روسیوں کو یہ بات باور کرانا چاہتے ہیں کہ بے شک ہم تعداد' طاقت اور دشمن کی ٹیکنالوجی کے لحاظ سے کمتر ہیں لیکن یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ پر یقین' بااصول اور باہمت لوگوں کو شکست دینا آسان کام نہیں ہے۔

۱.۵ ملین چیچنیائی ۱۴۶ ملین رسویوں کا مقابلہ کر رہے ہیں جیسا کہ یہ کاکیشیا کی پہاڑیوں کے رہنے والوں کی پچھلے ۲۵۰ سال کی روایت ہے۔ یہ چیچنیائی اس قوم کی اولاد ہیں جسے "روسی نسل کش قوم" نے تین دفعہ پہلے بھی اٹھارویں' انیسویں اور بیسویں صدی میں تقریباً تباہ و برباد کر دیا تھا۔ آخری مرتبہ سٹالن نے لاکھوں چیچنیوں کو گولی مار دی تھی اور باقی بچے ہوئے لوگوں کو سائیبریا کی جیلوں میں پھینک دیا تھا۔

پہلی چیچنیائی جنگ (۱۹۹۶۔ ۱۹۹۴ء) میں روس نے ایک لاکھ چیچنیائی شہریوں کو مار دیا تھا۔ اس چھوٹے سے ملک کا بیشتر حصہ تباہ و برباد کر دیا تھا اور ایک ہمیشہ یاد رہنے والی دہشت گردی کے ذریعے انہوں نے اس چھوٹی سی قوم کے ارد گرد ۱۷ میل لمبی زمینی سرنگ پھیلا دی تھی لیکن اس کے باوجود روس کو ۱۹۹۶ء میں چیچنیا سے نکال دیا گیا تھا شاید اسی لئے اس کے بد ترین کمیونسٹ حکمرانوں نے چیچنیا کے محافظوں کو تباہ کرنے کا عہد کیا اور اس مرتبہ پوٹین نے ایک سازش کے ذریعے روسی آرتھوڈوکس چرچ کے ایماء پر چیچنیا کے خلاف ایک صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ روس نے موجودہ جنگ دراصل ۱۹۹۶ء میں چیچنیا سے اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے مسلط کی ہے۔

کلنٹن انتظامیہ' جو چیچنیا میں روس کو بہت زیادہ مالی امداد فراہم کر رہی ہے' اس کے ساتھ ساتھ وہ انہیں ایسے جدید ہیلی کاپٹر بھی فراہم کر رہی ہے جن میں ایسے آلات نصب ہیں جو رات کو بھی دیکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ تاکہ روسی رات کو بھی دہشت گردی کر سکیں۔ یہ بات وائٹ ہاؤس کے ترجمان سے معلوم ہوئی۔ کلنٹن نے ابھی حال ہی میں "روس سے گرزونی کی آزادی" کا مطالبہ کیا ہے لیکن امریکی اب تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ مسلمان امریکہ کو اپنا دشمن کیوں سمجھتے ہیں؟

اگر ایک طرف چیچنیا میں روس کے منگولوں کی طرز کے رویہ پر مغرب کا ردعمل شرمناک اور منافقانہ ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا کا ردعمل بھی ناقابل ستائش ہے۔ اہم مسلمان قومیں مثلاً مصر' ملائشیا اور ایران روس کے ساتھ اسلحہ اور ہوائی جہازوں کا لین دین کر رہی ہیں لیکن کسی بھی مسلمان ریاست نے ہمت نہیں کی کہ روس کی سفاکی اور مسلمان مخالف عصبیت کو چیلنج کر سکے۔ واحد قوم جس نے روس سے چیچنیا کی آزادی کے اعلان کو تسلیم کیا ہے وہ بہادر چھوٹی سی قوم استونیا اور افغانستان کی ہے۔ یہ دونوں قومیں روسی قبضہ اور اس کی دہشت گردی کو پوری طرح جانتی ہیں۔

چین جو خود اپنے مسلمان عوام اور تبت کے لوگوں پر ظالمانہ حکومت کر رہا ہے اس نے کھلے الفاظ میں کاکیشیا میں آخری روسی فیصلے کی تعریف کی ہے۔ دراصل دنیا میں طاقتور لوگوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ظالمانہ جرم کرتے ہیں اور اس پر شرمسار بھی نہیں ہوتے۔

افسوس آج ہم اکیسویں صدی کا آغاز روس کو ایک ظالم قوم کی صورت میں دیکھتے ہوئے کر رہے ہیں جبکہ روس اس چھوٹی لیکن بہادر قوم کی زندگیوں کو کچلنے کے درپے ہے جس نے روس کے آگے گھٹنے ٹیکنے سے انکار کر دیا ہے۔

بہترین نمونہ عمل

۱۰ تا ۱۶ فروری کے ندائے خلافت میں "حدیث دل" پڑھا۔ بلاشبہ چراغِ عمل ہی کا وقت ہے۔ اس میں لکھی ایک ایک بات بالکل سچ اور درست ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جو لوگ سیرت نبویؐ کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں یہ بات ضرور معلوم ہو گی کہ حضور اکرمؐ اپنی زندگی میں کبھی صرف جاء نماز پر بیٹھے تسبیح پھیرتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے۔ آپؐ ہمیشہ دوسروں کی خدمت اور ان کے کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ سیرت میں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنے کیلئے بے چین ہو جانے والی ہستی صرف حضورؐ ہی کی ذات گرامی تھی۔ کاش ہم سب سیرت کو پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے بن جائیں تو تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں۔ ہمارے لئے بہترین نمونۂ عمل حضورؐ کی حیاتِ طیبہ ہی ہے جس کی موجودگی میں ہمیں کسی اور مرد درویش اور مرد کامل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرمؐ کی سیرت پر عمل کرنے والا بنا دے۔ (آمین)

(شادمان مسعود صدیقی' راولپنڈی)

بسنت نائٹ یا محاذِ جنگ؟

تحریر: شاہدہ اسلم

رات لاہور کے محاذ پر زبردست جنگ رہی۔ کلاشنکوف کا بڑی مہارت سے استعمال ہوا۔ دشمن کو دیکھنے کے لئے کرایہ پر سرچ لائٹیں لگائی گئی تھیں۔ طرح طرح کی چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اہل لاہور اس جنگ میں اپنی خواتین کو بھی بیوٹی پارلروں سے مزید خوبصورت بنوا کر بلند مورچوں پر لے آئے تھے۔ ہر ایک نے اپنی نیام سے ڈور نکال لی اور پتنگ کی ڈھال سنبھال کر آسمان میں جھونک دیا۔ ہوا کا رخ پاکستان کی پیدائش کے دن سے سب سے بڑے دشمن ملک کی طرف تھا پتنگیں کٹ کٹ کر انڈیا کے علاقے میں گرتی رہیں اور ساتھ ساتھ ذہنی طور پر غلام مسلمان زندہ دلان لاہور کی روداد ازلی دشمن کو سناتی رہیں کہ اے بطل انڈیا جس طرح ہم کٹ کر آزاد ہو گئی ہیں ایسے ہم اللہ سے کئے ہوئے وعدے "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" سے منحرف ہو گئے اور ایسے آزاد ہوئے کہ اللہ اور رسولؐ کی غلامی سے بھی آزاد ہو گئے۔

رات ہی کی بات ہے لاہور میں شیطان نے وہ محفل گرم کی تھی کی خدا کی پناہ۔ ہر گھر والے نے ڈیک فل آواز میں لگایا ہوا تھا اور صرف دشمن ملک کے فلمی گانے سن رہے تھے۔ اب تو پاکستانیوں کی خواہش ہے کہ سرحدیں ختم ہو جائیں کیونکہ ہجرت کرنے والے شہیدوں کا خون دھل چکا ہے، مسلمان بہنوں اور بیٹیوں کی ابھری ہوئی چیخیں بلند آواز گانوں میں دب چکی ہیں۔ سچ کہا تھا سونیا گاندھی نے کہ ہم نے پاکستان سے غیر محسوس انداز میں جنگ جیت لی ہے مسلمان بس کرکٹ میچ جیت کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے انڈیا فتح کر لیا ہے حالانکہ ہمارا کلچر تمہارے نوجوانوں کے دلوں میں گھر کر گیا ہے۔ اب کوئی محمد بن قاسم کسی کے گھر سے نہیں ابھرے گا۔ کوئی میجر عزیز بھٹی لاہور کے آگے بند نہیں باندھے گا۔

طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ویسے کوئی اسلحہ رکھے تو چالان ہو جاتا ہے مگر بسنت پر سب جائز، قتل ہو تو پھانسی 'بسنت کے دن کئی بچے مر جاتے ہیں کسی کو پھانسی ہوئی؟ باغوں میں غلط حرکات پر جوڑے پکڑے جاتے ہیں مگر بسنت کی رات اور بسنت کے دن سب جائز۔ قوم مقروض ہے لیکن اربوں روپیہ اس دن فضول ضائع کر دیا جاتا ہے۔

حکمران پتنگ سازوں کو کوئی معقول کاروبار کیوں نہیں دلواتے کہ کینسر کی طرح پورے ملک میں پھیلنے والا اور شیطان کا بھائی بنانے والا یہ تہوار ختم ہو۔ یہی قوم جو راتوں کو جاگ کر ہندووانہ رسمیں پوری کر سکتی ہے دن رات محنت کر کے ملک کو (جی سیون) میں شامل کروا سکتی ہے۔ قرضوں کا کشکول توڑ کر امریکہ کی گردن میں لٹکا سکتی ہے۔

اسی رات کا وہ آخری پہر تھا۔ ہمارے مسلمانوں کے پیارے رسول ﷺ کا فرمان ہے اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرما کر پوچھتے ہیں کہ ہے کوئی سوالی کہ میں اسے دوں۔ کوئی ہے جو توبہ کرے کہ میں اسے معاف کروں۔ کوئی ہے جو رزق مانگے میں اسے رزق دوں گا" اس وقت سب گانوں میں مگن تھے کسی نے اپنے نبیؐ کی خبر پر اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا۔ ہاں اذان کی آواز سن کر سب سو گئے تھے۔ بیچارے رات کو جاگ کر جہاد جو کرتے رہے۔

چیچنیا کے وزیر خارجہ کا انٹرویو

(اخذ و ترجمہ: سردار اعوان)

اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ ICNA کے ریلیف ڈائریکٹر طارق رحمٰن نے جنگی حکمت عملی کے طور پر دارالحکومت گروزنی سے چیچنیاؤں کے انخلاء سے صرف چند روز قبل جارجیا میں چیچنیا کے وزیر خارجہ الیاس اخمادوف سے کم فروری ۲۰۰۰ء کو ایک انٹرویو لیا تھا، جس کے چند اقتباسات پیش ہیں۔

س: چیچنیا میں اس وقت کیا صورتحال ہے؟

ج: آپ باہر سے اس جنگ کی ہولناکی کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ روسی وہ قوم ہے جس کا نہ کوئی دین ایمان ہے اور نہ اس میں انسانیت کی کوئی رمق ہی ہے۔ اس منحوس قوم نے گزشتہ چار سو سالوں میں ہمیں ایک دن بھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا۔ اب تک کی صورتحال یہ ہے کہ ہم پوری قوت سے گروزنی کا دفاع کر رہے ہیں، اگرچہ اس میں بہت سارے بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں لیکن ہمیں توقع ہے کہ ہم ان شاء اللہ روسیوں کو شکست دیں گے۔

س: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ اس جدوجہد میں متحد نہیں ہیں؟

ج: ایک قیادت میں جمع ہو کر منظم طور پر جدوجہد کرنے کا مسئلہ تو پورے عالم اسلام کو درپیش ہے اس کا ایک عکس یہاں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاں دوسری بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، یہ کمی ابھی تک دور نہیں ہو سکی۔ اس میں مذہبی بنیادوں پر تفرقہ بازی کا بھی خاصا عمل دخل ہے۔ لیکن ظاہر ہے ہم نے نظم وضبط اختیار نہ کیا تو جو قربانیاں ہم دے رہے ہیں وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوں گی۔

س: نارتھ امریکہ میں رہنے والے مسلمان اپنے چیچنیائی بھائیوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

ج: ہماری حکومت نے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو وہاں کی حکومت کی اجازت سے ترکی میں کام کر رہی ہے، آپ اس کے ذریعے جو بھی مالی تعاون فراہم کریں گے وہ بلا تفریق یہاں کے مصیبت زدہ عوام پر خرچ ہو گا۔

س: مسلمان حکمران اور عوام آپ کی کوئی مدد کر رہے ہیں؟

ج: ہم سمجھتے ہیں پوری دنیا کے مسلمانوں کی دلی ہمدردیاں اور دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اس سے ہمیں بڑی تقویت ملتی ہے، ہم اس کے لئے تمام بہن بھائیوں کے شکر گزار ہیں۔

س: انسانی حقوق سے متعلق کوئی گروہ یا ادارہ چیچنیا کے لئے آگے آیا ہے؟

ج: انسانی حقوق کا تصور کہیں ہو گا، ہمیں یہ حقوق کبھی نصیب نہیں ہوئے۔ آپ اگر امریکی قوم کو یہ بتا سکیں کہ چیچنیا میں رہنے والے بھی انسان ہیں تو یہ ہم پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ بدقسمتی سے ہم اپنے طور پر اس جانب کوئی پیش رفت نہیں کر سکے کیونکہ ہمیں کبھی انسانوں کی طرح رہنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ ہماری روایت پرستی اور اپنے ورثہ اور تہذیب سے گہری وابستگی بھی ہمارے سمجھنے میں دنیا کے لئے رکاوٹ کا باعث ہے۔

(ماخوذ: ہفت روزہ RDIANCE VIEWS' بتاریخ ۱۳-۱۹ فروری ۲۰۰۰ء)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

قرضوں کی جنگ (8)

کاغذی کرنسی کی نظر نہ آنے والی حکومت کے قیام اور دنیا کو بینکوں کا غلام بنانے کی دلچسپ سرگزشت

ترجمہ: ڈاکٹر محمد ایوب خان   ترتیب و تسوید: سردار اعوان

فیڈرل ایکٹ آف ۱۹۱۳ء

اب سوال یہ تھا کہ فیڈ (فیڈرل ریزرو) روپیہ کیسے پیدا کرے گا۔ اس کو سمجھنے کے لئے سرکاری بانڈ کی حقیقت کو سمجھنا ہو گا۔ بانڈ ایک وعدہ ہے کہ رقم واپس کر دی جائے گی اور سود بھی دے دیا جائے گا۔ لوگ انہیں خرید لیتے ہیں۔ جب مدت پوری ہوتی ہے تو رقم واپس مل جاتی ہے اور بانڈ ضائع کر دیا جاتا ہے۔

"فیڈ" اس طرح روپیہ پیدا کرتا ہے۔

ا) فیڈ کی مارکیٹ کمیٹی کھلی مارکیٹ سے بانڈ خریدنے کا فیصلہ کرتی ہے۔

ب) نیویارک فیڈ بنک جہاں سے بھی ملیں بانڈ خرید لیتا ہے۔

ج) بیچنے والے کو ادائیگی الیکٹرانک کریڈٹ سے اس کے بنک کو کرتا ہے جو وہ رقم اس کے حساب میں لکھ دیتا ہے۔ حالانکہ یہ رقم نہ کہیں سے آتی ہے، نہ جاتی ہے۔

د) بنک اس رقم کو بطور ریزرو رکھ لیتے ہیں اور اس کے عوض دس گنا سودی قرضہ لوگوں کو دے دیتے ہیں۔

اس طرح فیڈ عام بنکوں کو دس گنا سودی قرضہ دینے کا موقع مہیا کرتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کئی وجوہات سے بنک دس گنا سے بھی زیادہ قرضہ دے دیتے ہیں۔

یہ ایکٹ کانگرس نے پاس کر دیا اور صدر ولسن نے دستخط کر دیئے۔ اس کی رو سے منی چینجرز کو لوگوں سے انکم ٹیکس وصول کرنے کا حق بھی دے دیا گیا۔

یہ ایکٹ پاس ہونے سے پہلے اٹارنی الفرڈ (Alfred) سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا:

"یہ بل وہ چیز عطا کرتا ہے جو وال سٹریٹ اور بڑے بنک ۲۵ سال سے مانگتے رہے ہیں یعنی کرنسی پر گورنمنٹ کی بجائے پرائیویٹ کنٹرول۔ ان کو اختیار ہو گا کہ روپیہ عام کر دیں یا کم۔"

جس دن بل پاس ہوا کانگرس مین لنڈ برگ (Lindberg) نے تنبیہ کی:

"یہ بل زمین پر عظیم ترین ٹرسٹ قائم کرتا ہے۔ جب صدر دستخط کر دے گا تو روپے کی طاقت کی نہ نظر آنے والی حکومت قائم ہو جائے گی۔ لوگوں کو فوراً سمجھ نہیں آئے گی مگر زمانے کا بدترین قانونی جرم سرزد ہو چکا ہو گا۔"

کانگرس میں لوئی میکفیڈن (Louis Mcfadden) نے کہا:

"اس ایکٹ نے بین الاقوامی بنکروں اور صنعتکاروں کی ایک سپر سٹیٹ قائم کر دی ہے تاکہ دنیا کو اپنی مرضی کا غلام بنائیں۔"

رائٹ پیٹمین (Wright Patman) نے کہا:

"امریکہ میں اب دو حکومتیں ہیں۔ ایک آئینی حکومت اور دوسری فیڈرل ریزرو سسٹم کی آزاد بے مہار اور بدوں تعاون حکومت۔"

حتیٰ کہ بجلی کے موجد ایڈیسن (Edison) نے کہا:

"اگر حکومت ڈالر بانڈ جاری کر سکتی ہے تو وہ ڈالر بل بھی جاری کر سکتی ہے۔ یہ کتنا حماقت ہے کہ ہماری حکومت تین کروڑ کے بانڈ جاری کر سکتی ہے مگر تین کروڑ کی کرنسی جاری نہیں کر سکتی۔ دونوں وعدے ہیں مگر ایک سود خوروں کو موٹا کرتا ہے اور دوسرا لوگوں کی مدد کرتا ہے۔"

تین سال کے بعد صدر ولسن نے بھی کہا:

"ہم پر ایک بدترین حکمرانی مسلط ہو گئی ہے۔ یہ آزاد رائے یا اکثریتی ووٹ کی حکومت نہیں۔ بلکہ ایک چھوٹے سے غالب گروہ کی حکومت ہے۔ اب صنعت و تجارت کے مالکان خوفزدہ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کہیں ایک بہت منظم، پراسرار، اثر پذیر اور چوکس حکومت قائم ہے اس لئے بہتر ہے کہ وہ خاموش رہیں۔"

مرنے سے پہلے ۱۹۲۴ء میں صدر ولسن نے کہا:

"میں نے بغیر سوچے سمجھے اپنی حکومت کو برباد کر دیا۔"

جیمز رینڈ (James Rand) نے کہا:

"گورنمنٹ کو کسی گروپ کو اپنے اوپر ایسا اختیار نہیں دینا چاہئے جیسا آج فیڈرل ریزرو بورڈ کو ہے۔ پرائیویٹ ادارے کو روپے کی قدر متعین کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہئے"۔

پہلی جنگ عظیم (18-1914ء)

بینکرز کو معلوم تھا کہ قرضے کی ضرورت جتنی جنگ میں ہوتی ہے کسی اور وقت نہیں ہوتی۔ جنگ عظیم اول میں جرمن راتھ شیلڈ نے جرمنی کو قرضہ دیا۔ برطانوی راتھ شیلڈ نے برطانیہ کو دیا۔ فرانسی نے فرانس کو دیا۔ امریکہ میں مارگن سامان جنگ کی خریداری کے لئے فرانس اور برطانیہ دونوں کا ایجنٹ تھا۔ چھ ماہ کے عرصے میں وہ دنیا کا امیر ترین شخص بن گیا۔ وہ ایک دن میں ایک کروڑ ڈالر خرچ کرتا تھا۔ وہ راتھ شیلڈ کا ساتھی تھا۔ صدر ولسن نے بروخ (Baruch) کو جنگی صنعت کے بورڈ کا صدر بنا دیا۔ بروخ اور راتھ شیلڈ نے جنگ کے دوران ۲۰ کروڑ ڈالر نفع کمایا۔

ان کا مقصد زار روس سے انتقام لینا بھی تھا کیونکہ اس نے پرائیویٹ بنکوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ جیکب شف (Jacob Schiff) نے زار کو شکست دینے کے لئے دو کروڑ ڈالر خرچ کئے۔ بینکرز بالشویک کے ذریعے روس میں اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے۔

لیکن کیا امیر لوگ کیمونزم کی حمایت کریں گے، جو سرمایہ داری کو تباہ کرنے کا دعویدار تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ کیمونزم سرمایہ داروں کا پیدا کردہ ہے۔

گیری ایلن (Garry Allen) کہتا ہے:

"سوشلزم دولت کی مساوی تقسیم کا پروگرام نہیں بلکہ دولت کو جمع کرنے اور کنٹرول کرنے کا ایک طریقہ ہے اس لئے سرمایہ دار اس کو پسند کریں گے"۔

لوئی میکفیڈن کہتا ہے:

"روسی تاریخ کو بنکرز نے بہت متاثر کیا ہے۔ روس کو فیڈ نے چیز بنک کے ذریعہ فنڈ دیئے ہیں اور انگلینڈ نے فیڈرل ریزرو بنک کے ذریعہ امریکہ سے قرضہ لے کر زیادہ سود پر روس کو دے دیا۔"

روس جرمنی کے بعد ازاں امریکہ سے توازن رکھنے کے لئے مفید تھا۔ ۱۹۸۹ء میں اس کے خاتمہ پر چین نیا توازن ہے اور اسے ۱۰ کروڑ ڈالر کی تجارت کے ذریعے مدد دی جا رہی ہے۔ اس توازن کا مطلب یہ ہے کہ بنکرز کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ملک ان کے خلاف کرے تو وہ اس کے مخالف کو مدد دے کر نقصان پہنچائیں گے۔ روسی سوشلزم میں بھی راک فیلر کا شی بنک برقرار رہا جبکہ باقی قومیائے گئے۔ (پاکستان میں بھٹو نے بنک کو قومیایا لیکن بیرونی بنکوں اور صنعتوں کو رہنے دیا) روس میں کئی اور مغربی بنک بھی کام کرتے رہے۔

لڑائی کے زمانے میں ڈالروں کی مقدار دگنی ہو گئی اور ڈالر کی قیمت نصف ہو گئی۔

(جاری ہے)

پاک امریکہ دوستی — ککرتے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا

تحریر: محمد زمان

امریکہ ' جو سپریم پاور کہلاتا ہے ' خود بہت بڑا دہشت گرد ہے۔ اس کے اوچھے ہتھکنڈے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ طاقت کے نشے میں اقوامِ عالم پر دھونس اور دھاندلی سے کام لینا اس کا مرغوب مشغلہ رہا ہے۔ جس کا واضح ثبوت امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر ہنری کسنجر کا یہ بیان ہے کہ "امریکہ سے دشمنی لینا خطرناک ہو سکتا ہے ' لیکن امریکہ سے دوستی اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے"۔

مملکت خداداد پاکستان کی سیاسی اور اقتصادی صورتحال کے حوالہ سے ڈاکٹر ہنری کسنجر کا بیان صد فیصد درست معلوم ہوتا ہے۔ دراصل امریکہ نے نو آبادیاتی نظام کی نئی طرح ڈالی ہے کہ مقامی حکمرانوں کے ذریعے مختلف ممالک کا بالواسطہ کنٹرول سنبھالا جائے۔ ہمارے ساتھ امریکہ کی دوستی کی حقیقت واضح ہے۔ سابق صدر ایوب خان اپنی کتاب "Friends not Masters" میں رقم طراز ہیں کہ "پاکستان کے حوالے سے امریکہ کا کردار ہمیشہ سے ایک "آقا" کا رہا ہے"۔ اور وہ دوستی کا کوئی تقاضا پورا نہیں کر سکا۔ پاکستان شروع سے ہی امریکی نگرانی ' دباؤ اور اس کی من مانی پالیسیوں کی زد میں ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے امریکہ نے کبھی امداد کا "ہتھیار" استعمال کیا اور کبھی دہشت گرد ملک قرار دلوانے کے بہانے اس نے پاکستان کو ہراساں کیا۔

پاکستان کی جغرافیائی اہمیت ' ایٹمی صلاحیت ' زرعی اور تکنیکی ہنر مندی اور مخصوص اسلامی نظریاتی بنیاد ایسے عوامل ہیں جو امریکی پالیسی سازوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ امریکہ نے کبھی بھی پاکستان کو اپنے معاملات خود چلانے کی اجازت نہیں دی۔ ہماری تاریخ کے ابتدائی برسوں میں ہی امریکہ نے پاکستان کو ہائی جیک کر لیا تھا۔ اس نے کبھی ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ذریعے اور کبھی بنیاد پرست (fundamentalist) ہونے کا طعنہ دے کر ہماری قومی حمیت کو گروی رکھا۔

ذوالفقار علی بھٹو کو ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھنے کی سزا دی گئی تو ضیاء الحق کو دوستی کے لبادے میں جلا کر راکھ کر دیا۔ تازہ ترین مثال نواز شریف کی ہے۔ نواز شریف نے کارگل کے مسئلے پر پسپائی اختیار کر کے امریکہ سے دوستی نبھانے کی کوشش بھی کی مگر امریکہ نے ہمیشہ کی طرح اپنے مقاصد پورے ہونے کے بعد نواز شریف حکومت کی پشت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اب جنرل مشرف سے بھی دوستی کی پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ موجودہ حکومت میں عالمی مالیاتی اداروں کے ملازم شامل ہیں جو حکومت کو مختلف ہتھکنڈوں سے ٹریپ کرنے کی سعی میں مصروف عمل ہیں۔ سی ٹی بی ٹی کے مسئلے پر تمام وزراء متفق اور دستخط کرنے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ یوں ہمارے ہاتھ جو اللہ تعالیٰ نے ایٹمی دھماکہ کی صورت میں مضبوط کئے تھے۔ دوبارہ طاغوتی طاقتوں کی زنجیر میں جکڑنے کیلئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔

مراعات کی ترغیبات دی جا رہی ہیں۔ حالانکہ مراعات کی صورت میں ملنے والے ڈالر کو بیورو کریسی اور عالمی مالیاتی اداروں کے یہ نگران دوبارہ بیرونی بینکوں میں جمع کروا کر ' فرض منصبی ادا کرتے ہوئے امریکہ پرواز کر جائیں گے لیکن عتاب تو عوام پر گرے گا ' اس لئے کہ جنگ ہو یا امن مصیبت عوام پر ہی آتی ہے ' جو کبھی جنرل سیلز ٹیکس اور کبھی انکم ٹیکس کی چکی میں پستے رہتے ہیں۔ رہی سہی کسر واپڈا پوری کر لیتا ہے۔ اسی طرح عالمی مالیاتی اداروں نے پاکستان کی معیشت کا خون چوسنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔

دوسری طرف ہماری قوم بے بس ' بے حس اور لاپرواہ ہو چکی ہے کہ اپنے فرائض ' آزادی ' اور اسلامی نظریاتی تشخص کا اسے ادراک ہی نہیں؟ کیا قیام پاکستان کا مقصد یہی تھا کہ ہم بیرونی طاقتوں کے زیر اثر اپنے اسلامی تشخص اور نظریہ پاکستان کو بھول جائیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو ہم ایسے نظام کے خلاف بغاوت کیوں نہیں کرتے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ غلامی کا زہر ہماری رگوں میں رچ بس گیا ہے۔ مختصراً یہ کہ امریکہ دوستی سے قبل ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اس کے دوستوں کا انجام کیا ہوتا ہے اور صلہ کیا ملتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنے پیش رووں کے انجام سے عبرت حاصل کرے اور قومی حمیت کا صحیح معنوں میں ادراک کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی نظریئے کو فروغ دے۔ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے پہلے پاکستان کے وقار اور بقاء کو مقدم رکھا جائے۔ نیز ہمیں چاہئے کہ ہم امریکہ یا کسی بھی طاغوتی طاقت کے سامنے سرنگوں ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

نام میرے نام

تقسیم کشمیر کی تجویز — انڈیا کی معروف سیاسی شخصیت کی تائید

Syed Shahabuddin
IFS (Retd.) Ex-MP

Advocate Supreme Court of India
Editor, Muslim India Monthly

Residence : Flat 404, Block-8
East End Apts, Mayur Vihar-I Ext.
Delhi-110096

Office : Behind 29, Feroze Shah Road
New Delhi-110001

Tel/Fax : 378 2059, Resi. : 271 1354

17 February, 2000

My dear Dr. Asrar Ahmad Saheb,

In the latest issue of your journal, I have seen the solution to the Kashmir problem suggested by you. I am glad that this comes very close to what I have been suggesting since beginning.

My approach is based on the fact that the State is multi-ethnic and historically an artificial construct. Northern Areas and the south western region below the Pir Panjal which are Punjabi-speaking should be incorporated in Pakistan. Ladakh and Jammu should be integrated in India. The Valley of Kashmir which is a geographical, linguistic and cultural entity should enjoy, like Andorra on the border of Spain and France, complete internal autonomy, **under the joint umbrella of India and Pakistan,** which should together underwrite its development and be responsible for its defence and foreign relations

Kashmiris should have access to both India and Pakistan for education, trade and even residence while neither Indians nor Pakisantanis have the right to settle in the Valley.

In my view, this is the only feasible solution which serves the interests of all partners – India, Pakistan and the Kashmiris.

With kind regards,

Yours sincerely,

(SYED SHAHABUDDIN)

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی پریس کانفرنس

۲۰ جنوری کو ناظم حلقہ تنظیم اسلامی پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان نے پریس کلب راولپنڈی میں سی ٹی بی ٹی کے پاکستان کی معاشی، سائنسی اور دفاعی ترقی پر اثرات کے موضوع پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس معاہدہ کا آرٹیکل نمبر ایک جو دو شقوں پر مشتمل ہے ہر قسم کے دھماکوں پر پابندی لگاتا ہے جبکہ مسودہ کا مقدمہ واضح کرتا ہے کہ نیوکلیائی ہتھیاروں کو رفتہ رفتہ ختم کرنے کی منزل حاصل کی جائے۔

پابندی لگنے سے پاکستان کلین بم نہیں بنا سکے گا کیونکہ یہ بم بار بار تجربات ہی کے ذریعہ ممکن ہیں یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے ۱۰۴۵ مرتبہ روس نے ۱۰۰۰ فرانس نے ۶۰۰ برطانیہ نے ۴۵ مرتبہ دھماکے کیے۔ اسرائیل کے پاس ۱۰۰ بم ہیں لیکن اسے دھماکہ کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں پڑی کہ وہ امریکہ کے تعاون collaboration سے بم بنا رہا ہے اگر ہندوستان سی ٹی بی ٹی پر دستخط بھی کردے تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ امریکہ سے تعاون حاصل کر کے تجربات کر لے لہٰذا ہمیں اس دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے۔

سی ٹی بی ٹی پارٹ ۱۰ میں آن سائٹ انسپکشن کا طریق کار وضع کیا گیا ہے جس کے مطابق انسپکشن ٹیم کو اختیار حاصل ہو گا کہ :

(۱) انسپکشن کا طریق کار تیار کرے۔

(۲) انسپکشن پلان میں ترمیم کرے۔

(۳) ان حساس مقامات کے بھی فوٹو گراف اور پیمائشیں لے جو معائنہ کے دائرہ کار سے باہر ہوں۔

(۴) ممنوعہ علاقے میں داخل ہو سکتی ہیں۔ نزاع کی صورت میں آخری فیصلہ ایگزیکٹو کونسل کا ہو گا۔ ممنوعہ علاقہ زیادہ سے زیادہ ۴ کلومیٹر کا ہو سکتا ہے۔

(۵) ممنوعہ علاقہ کی باؤنڈری پر آلات لگا سکتی ہے۔

شق نمبر ۹۶ کے مطابق اگر انسپکشن ٹیم محسوس کرتی ہے کہ وہ فرائض کی ادائیگی باہر سے نہیں کر سکتی تو معائنہ طلب ریاست کم سے کم اراکین کو داخلہ دینے کی پابند ہو گی۔

ناظم حلقہ پنجاب شمالی شمس الحق اعوان پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

شکایت کنندہ ملک اپنا مبصر بھیج سکے گا ہندوستان کی شکل میں شاید ہم کچھ لیت و لعل کر سکیں لیکن امریکی مبصر کو کون روکے گا۔ ان قوانین کی رو سے ملک کی سیکیورٹی اور سیفٹی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کیا ہم امریکہ یا دوسری یورپی ممالک کے وعدوں پر اعتبار کر سکتے ہیں، جبکہ ان کا ماضی وعدہ خلافیوں اور زیادتیوں سے عبارت ہے۔

انڈیا اربوں ڈالرز نیوکلر کمانڈ کنٹرول پر خرچ کر رہا ہے۔ روایتی ہتھیاروں میں وہ ہم سے پہلے ہی آگے ہے۔ CWC پر ہم دستخط کر چکے ہیں اگر ہم CTBT پر بھی دستخط کر دیں تو طاقت کا توازن انڈیا کے حق میں ہو جائے گا۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی کا موقف بالکل واضح ہے کہ CTBT پر کسی صورت دستخط نہ کئے جائیں بلکہ قوم کی اس مشکل گھڑی کے لئے تیار کیا جائے، اجتماعی توبہ کی جائے، اسلامی نظام کے احیاء کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ جس مقصد کے لئے ملک حاصل کیا گیا، تہذیبوں کی جنگ کے آثار پیدا ہو رہے ہیں وہ دن دور نہیں جب عظیم تر جنگ کفر و اسلام کے درمیان لڑی جائے گی، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن حکیم کی آیت **واعدوا لهم ما استطعتم** پر عمل کرتے ہوئے ہر قسم کے اسلحہ کی فراہمی یقینی بنی جائے اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو آیات قرآنی کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے۔

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد
کا تربیتی و تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا تربیتی اجتماع ۱۴ جنوری بروز جمعہ ڈھائی بجے دن دفتر تنظیم اسلامی میں منعقد ہوا۔ راقم الحروف نے سورۃ القیامہ کے درس سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ایک نئے رفیق تنظیم ذوالفقار احمد میر صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مفصل اور مدلل گفتگو کی۔ الحمد للہ کہ ایک اور باصلاحیت اور دینی جذبہ رکھنے والے ساتھی کا اضافہ ہوا ہے۔ منہج انقلابِ نبویؐ پر سیر حاصل بحث رفیق تنظیم عبدالجلیل صاحب نے کی اور انہوں نے انقلاب نبویؐ کے مراحل بیان کئے۔

آخر میں دعوت کے حوالے سے رفقاء کے مابین مشاورت ہوئی کہ قرب و جوار کی مساجد میں دروس قرآن کا سلسلہ جاری کیا جائے اور تنظیم کی فکر کو متعارف کروایا جائے۔ اس سلسلے میں طے یہ پایا کہ ہر جمعہ مساجد میں درسِ قرآن دیا جائے گا اور ان شاء اللہ جمعہ ۲۱ جنوری سے اس کام کا آغاز کیا جائے گا۔

۲۱ جنوری جمعہ بعد نماز مغرب مسجد السید ہسپتال میں راقم نے درس قرآن نماز عصر تا مغرب رفقاء و احباب کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں اس درس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اس پروگرام میں دو رفقاء اور دس احباب نے شرکت کی۔ اس مسجد میں الحمد للہ درس کا حلقہ قائم ہے روزانہ بعد نماز فجر اور ہر جمعہ بعد نماز مغرب درس قرآن کا اہتمام باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔ کوشش یہی ہے کہ احباب سے تعارف حاصل کیا جائے اور پھر مناسب وقت پر تنظیم کی دعوتی بھی دی جائے گی۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

اسرہ گنوڑی کی دعوتی سرگرمیاں

اسرہ گنوڑی کا دو روزہ دعوتی پروگرام ۵ تا ۶ فروری ۲۰۰۰ء سوریا پائین لرچم مسجد میں منعقد ہوا جس میں اسرہ بی بیوڑ کے ۶ رفقاء، اسرہ دیر کے ۶ رفقاء، گنوڑی کے ۶ رفقاء اور حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے امیر غلام اللہ صاحب نے کل وقت شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز ۵ فروری کے نماز عصر کے بعد ذیلی حلقہ سرحد کے امیر مولانا غلام اللہ خان حقانی کی تقریر بعنوان "عبادتِ رب" سے ہوا۔ جس کے لئے سامعین کی تعداد ۴۵ تھی۔ مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں انسان کی تخلیق کا مقصد بتایا اور جزوی اطاعت کو قرآن حکیم کے سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۸۵ کے ذریعے رد کرتے ہوئے لوگوں کو اسلام پر مکمل عمل پیرا ہونے کی تلقین کی اور صرف جزوی اطاعت کے انجام سے لوگوں کو ڈرایا۔

پھر شام کی نماز کے بعد دو مساجد میں دعوتی نشستیں ہوئیں۔ ایک نشست راقم کے گھر کے نزدیک والی مسجد میں ہوئی۔ یہاں اسرہ بی بیوڑ کے قائم مقام نقیب عالم زیب صاحب نے فرائض دینی جامع تصور پر آدھا گھنٹہ تقریر کی جن کے لئے سامعین کی تعداد ۳۲ تھی اور دوسری دعوتی نشست سوریا پائین بڑی جامع مسجد میں ہوئی جس کے لئے مولانا غلام اللہ خان حقانی بمع پانچ ساتھیوں کے چلے گئے تھے اور وہاں انہوں نے تکبیر رب کے موضوع پر بات کی تھی۔ جس کے لئے سامعین کی تعداد ۲۷ تھی۔

پھر تیسری نشست راقم کے گھر کے نزدیک والی مسجد میں نماز عشاء کے بعد ہوئی جس میں مولانا صاحب نے فرائض دینی کے تین لوازمات پر ۳۰ سامعین کے سامنے مفصل تقریر

Vol:9 Regd. CPL No . 127 No.8

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

کی۔ ۵ فروری کے دعوتی سرگرمیوں سے فراغت کے بعد رات کے کھانے اور شب بسری کا پروگرام راقم کے گھر پر ہوا پھر ۶ فروری ۲۰۰۰ء کو صبح نماز کے بعد حقانی صاحب نے سورۂ فاتحہ پر درس دیا۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ چائے کا وقفہ دیا گیا۔ پھر مولانا حقانی صاحب نے رفقاء کو چار ٹولیوں میں تقسیم کرکے تربیتی نشست کو تشکیل دیا۔ جس میں ہر گروہ کو علیحدہ علیحدہ موضوع دیا گیا تاکہ اس پر تیاری کرنے کے بعد اور ہر گروہ اس موضوع پر آپس میں بحث کرنے کے بعد سب اکٹھے دائرے میں بیٹھ کر حوالہ شدہ موضوع پر تقریر کریں۔ یہ تربیتی نشست ۱۰ بج کر ۳۰ منٹ تک چلی پھر ۳۰ منٹ چائے کے وقفے کے بعد ۱۲ بجے تک رفقاء میں فعالیت کا جذبہ پیدا کرنے' اجتماعات میں پابندی سے شرکت کرنے وغیرہ تک ہوئی۔ مولانا حقانی صاحب کی نصیحتوں پر مشتمل نشست ہوئی۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے بعد آخری نشست ہوئی جس میں عالم زیب صاحب نے منہج انقلاب نبویؐ پر مدلل اور مفصل خطاب کیا اس نشست میں سامعین کی تعداد ۴۶ تھی۔ اسی نشست کے بعد یہ دعوتی اور تربیتی دو روزہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : لائق سید)

سی ٹی بی ٹی کے خلاف مظاہرہ انتظامیہ کی مداخلت کے باعث نہ ہو سکا

۱۹ فروری کو تنظیم اسلامی سندھ کے زیر اہتمام سی ٹی بی ٹی کے خلاف کراچی میں ایک مظاہرہ طے تھا۔ پریس کو قبل از وقت اطلاع دے دی گئی تھی۔ تنظیم اسلامی کراچی کے محترم عثمان حسن خان صاحب کی وساطت سے کراچی پریس کلب کے صدر جناب علی اقبال سے اس موقع پر یادداشت پیش کرنے کے لئے وقت لے لیا گیا تھا جس کے لئے انہیں کافی تگ و دو کرنی پڑی تھی۔ رفقاء کو شام ساڑھے پانچ بجے پریس کلب کے سامنے جمع ہونا تھا۔ ۲۵ ٹی بورڈ' ۳ بینرز اور ہینڈ بل تیار کر لئے گئے تھے۔ جب ہم امیر حلقہ محترم محمد نسیم الدین کے ہمراہ پریس کلب پہنچے تو ایک دوسرا ہی منظر تھا۔ پولیس کی بھاری نفری وہاں تعینات تھی۔ پریس کلب جانے والے تمام راستوں پر گاڑیوں کی آمدورفت بند کر دی گئی تھی۔ ایس ڈی ایم علاقہ بنفس نفیس وہاں موجود تھے۔ جنہوں نے خبردار کیا کہ علاقے میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو چکا ہے لہٰذا کسی مظاہرے کی اجازت نہیں۔ امیر حلقہ نے ان سے گزارش کی کہ ہم دو دو تین تین افراد کی ٹولیوں میں ایک دوسرے کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر مظاہرہ کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ امیر حلقہ نے احتجاج کرتے ہوئے سی ٹی بی ٹی کے حق میں مظاہرہ پر تو انتظامیہ نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو جن کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی صورتحال سے آگاہ کیا۔ پروگرام کے مطابق کراچی پریس کلب کے صدر کو یادداشت پیش کرنے کے لئے انہوں نے انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر محترم زین العابدین سمیت تمام مقامی امراء کا وفد لے کر جانے کا فیصلہ کیا۔ تاہم ہمیں صرف چار افراد کا وفد لے جانے کی اجازت ملی۔ محترم امیر حلقہ' صدر انجمن خدام القرآن سندھ' عثمان حسن خان صاحب اور راقم اندر گئے۔ جناب علی اقبال صاحب' صدر کراچی پریس کلب کو یادداشت پیش کی گئی اور اس کی کاپیاں صحافیوں میں تقسیم کی گئیں۔ واپسی پر امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۳ کے جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے بڑی رقت آمیز دعا فرمائی۔ اس کے بعد تمام رفقاء اپنے اپنے گھروں کو راونہ ہوئے۔ گو کہ ہمارا یہ مظاہرہ منعقد تو نہ ہو سکا اس کے باوجود صبح اکثر اخبارات میں موقع پر لی گئی تصاویر شائع ہوئیں اور اسی صبح امیر حلقہ کی جانب سے احتجاجی بیان پریس کو جاری کیا گیا۔ (رپورٹ : محمد سمیع' کراچی)

دعائے مغفرت و دعائے صحت

گزشتہ ماہ ذاکر حسین شاہ صاحب رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۲ کی دادی جان اور چچا جان کا انتقال ہو گیا اور حال ہی میں ان کے والد صاحب بھی روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے۔ رفقاء سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے والد صاحب کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

عبدالرزاق نیازی رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع غربی کے جواں سال چچا زاد بھائی کا ٹریفک کے حادثے میں انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ **اللّٰھم اغفرله وارحمه وادخله فی رحمتک وحاسبه حسابا یسیرا**

ضرورت رشتہ

دو بہنوں ' تعلیم ایف اے اور میٹرک' عمر 18 اور 16 سال کے لئے دینی رجحان کے حامل' تعلیم یافتہ' لاہور کے رہائشی رشتے درکار ہیں۔ شادی کے بعد لڑکوں کو امریکہ منتقل ہونے میں مدد دی جا سکتی ہے۔

رابطہ : طارق عبداللہ فون : 894667

آیئے عربی سیکھیں

اللہ کے کلام اور ہمارے پیارے نبیؐ کی پیاری زبان عربی سیکھنے کیلئے ہفتہ میں تین دن (سوموار' منگل اور بدھ کو) بعد نماز مغرب تا عشاء دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی' 866 - این پونچھ روڈ سمن آباد میں کلاسز منعقد ہو رہی ہیں۔ شرکت کے خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں۔

تقاضائے وقت

——ابوالمہتاب چوہدری——

اللہ کے "دین" کے لئے خوں اپنا بہا دیں
پھر آتش نمرود کو گلزار بنا دیں
ہر ذہن میں "قرآن" کی قندیل جلا دیں
"انساں" کو "انساں" کا ہمدرد بنا دیں
اقبال کے اشعار یہ دنیا کو سنا کر
سوئے ہوئے انساں کو پھر اک بار جگا دیں
حالات کی موجوں کا تقاضا بھی یہی ہے
ہم اپنے "سفینوں" کو پھر اک بار جلا دیں
اسلام کا پیغام مساوات سنا کر
انسان کو انساں کی "غلامی" سے چھڑا دیں
شرمائیں جنہیں دیکھ کر خورشید و قمر بھی
پھر صحن تمنا میں وہی پھول کھلا دیں